# فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۸۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

**سوال**: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ **سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:**

أَخِّرُوهُنَّ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ .

**''ان عورتوں کو پیچھے رکھیں، جیسے اللہ نے انہیں پیچھے رکھا ہے۔''**

(مصنّف عبد الرزّاق : 149/3، ح : 5115، صحيح ابن خُزَيمة : 1700، المُعجَم الكبير للطَّبَراني : 295/9، ح : 9484، 9485، المطالب العالية لابن حجر :391)

**جواب**: سند اعمش کے عنعنہ کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

**اس کا مرفوع ہونا بے اصل ہے:**

❀ **امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

اَلْخَبَرُ مَوْقُوفٌ غَيْرُ مُسْنَدٍ .

**''یہ حدیث موقوف ہے، مرفوع نہیں۔''**

(صحيح ابن خزيمة، تحت الحديث : 1700)

❀ **علامہ زیلعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

حَدِيثٌ غَرِيبٌ مَرْفُوعًا .

**''اس حدیث کا مرفوع ہونا تعجب خیز ہے۔''**

(نصب الرّاية : 36/2)

❁ علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَثْبُتْ رَفْعُهٗ فَضْلًا عَنْ كَوْنِهٖ مِنَ الْمَشَاهِيرِ .

''اس کا مشہور ہونا تو درکنار، مرفوع ہونا بھی ثابت نہیں۔''

(فتح القدير :360/1)

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هٰذَا غَيْرُ مَرْفُوعٍ .

''یہ حدیث مرفوع نہیں۔''

(البِناية في شرح الهِداية : 342/2)

**سوال**: کیا عورت صف میں اپنے محرم کے ساتھ کھڑی ہو سکتی ہے؟

**جواب**: عورتوں کی صف مردوں کے پیچھے ہے، وہ اپنے محرم کے ساتھ بھی کھڑی نہیں ہو سکتی، حتیٰ کہ بچوں کے ساتھ بھی نہیں کھڑی ہو گی، بلکہ بچوں سے پیچھے صف بنائی گی۔

❁ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے امامت کروائی، تو فرمانے لگے:

أَلَا أُصَلِّي لَكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَفَّ الرِّجَالُ، ثُمَّ صَفَّ الْوِلْدَانُ خَلْفَ الرِّجَالِ، ثُمَّ صَفَّ النِّسَاءُ خَلْفَ الْوِلْدَانِ .

''میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھاؤں؟ وہاں مردوں نے صف بنائی، پھر مردوں کے پیچھے بچوں نے اور بچوں کے پیچھے عورتوں نے صف بنائی۔''

(مسند الإمام أحمد : 343/5، سنن أبي داوٗد : 677، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(تُحفة المُحتاج : 548)

**(سوال)**: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اُذْكُرِ الْمَوْتَ فِي صَلَاتِكَ فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا ذَكَرَ الْمَوْتَ فِي صَلَاتِهٖ لَحَرِيٌّ أَنْ يُّحْسِنَ صَلَاتَهٗ وَصَلِّ صَلَاةَ رَجُلٍ لَا يَظُنُّ أَنَّهٗ يُصَلِّي صَلَاةً غَيْرَهَا .

''نماز میں موت کو یاد کریں، کیونکہ جب بندہ نماز میں موت کو یاد کرے گا، تو بہت ممکن ہے کہ وہ نماز کو احسن طریقے سے ادا کرے گا۔ نماز کو اس آدمی کی طرح ادا کیجئے، جو اس گمان سے نماز ادا کرتا ہے کہ اس کے بعد اسے نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملے گا۔''

(الغرائب المُلتقطة لابن حَجر :423/1)

**(جواب)**: سند ضعیف ہے۔ شبیب بن بشر متکلم فیہ ہے۔

**(سوال)**: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَامَ يَوْمَ سَبْعَةٍ وَعِشْرِينَ مِنْ رَجَبٍ كُتِبَتْ لَهٗ صِيَامُ سِتِّينَ شَهْرًا وَّهُوَ أَوَّلُ يَوْمٍ نَزَلَ جِبْرِيلُ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالرِّسَالَةِ .

''جس نے ستائیس رجب کا روزہ رکھا، اس کے لیے ساٹھ مہینے کے روزوں کا

ثواب لکھا جائے گا۔ پہلی مرتبہ جبریل علیہ السلام محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی دن رسالت لے کر نازل ہوئے تھے۔''

(فضائل رجب للخلّال : 18)

(جواب): روایت ضعیف ہے۔شہر بن حوشب کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں۔

(سوال): درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

''جب کسی ایسے بادشاہ کے پاس جانا ہو، جس سے لوگ خوف کھاتے ہوں اور اس کے شر کا ڈر ہو، تو تین مرتبہ یہ دُعا پڑھیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اللّٰهُ اَعَزُّ مِنْ خَلْقِهِ جَمِيعًا، اللّٰهُ اَعَزُّ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ، اَعُوذُ بِاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْمُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ اَنْ يَّقَعْنَ عَلَى الْاَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَجُنُودِهِ وَاَتْبَاعِهِ وَاَشْيَاعِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، اَللّٰهُمَّ كُنْ لِي جَارًا مِنْ شَرِّهِمْ، جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَعَزَّ جَارُكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ لَا إِلَهَ غَيْرُكَ.

''اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے، وہ ساری مخلوق سے زیادہ غلبے والا ہے، جن سے میں ڈرتا ہوں، اللہ ان سے زیادہ غلبے والا ہے، میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں، جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، جو ساتوں آسمانوں کو تھامے ہوئے ہے، انہیں زمین پر نہیں گرنے دیتا، مگر جب اس کا اذن ہوگا۔ اللہ! میں تیرے فلاں بندے کے شر، اس کے لشکر، اس کے ساتھیوں اور اس کی جماعتوں کے شر سے خواہ وہ جنات میں سے ہوں یا انسانوں میں سے، پناہ طلب کرتا ہوں، اللہ! تُو

مجھے ان کے شر سے بچا، تیری بڑی تعریف ہے اور جو تجھ سے پناہ طلب کرے، وہ باعزت ہے، تیرا نام برکت والا ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''

(الدُّعا للطَّبَراني : 1060؛ الأدب المفرد للبخاري : 708)

**جواب**: اس کی سند حسن ہے۔

**سوال**: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی رات نماز مغرب میں سورت کافرون اور سورت اخلاص کی قرأت فرماتے تھے۔''

(صحيح ابن حبان : 1841، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 5730)

**جواب**: سند سخت ضعیف ہے۔

① سعید بن سماک بن حرب ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

② سند میں کسی راوی کو شک ہے۔

③ ابوقلابہ عبدالملک بن محمد رقاشی ''کثیر الخطا'' ہے۔

**سوال**: حدیث میں ثابت ہے کہ روز قیامت بعض لوگوں کے گناہ دوسروں پر ڈالے جائیں گے، جبکہ قیامت کے دن ہر شخص اپنے اعمال ہی کا بدلہ پائے گا، تو اس کا کیا معنی ومفہوم ہے؟

**جواب**: پہلے حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ؟ قَالُوا : الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَا عَ، فَقَالَ : إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ، وَّصِيَامٍ، وَزَكَاةٍ، وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هٰذَا، وَقَذَفَ هٰذَا، وَأَكَلَ مَالَ هٰذَا، وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا، وَضَرَبَ هٰذَا، فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ، وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ أَنْ يُقْضٰى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ .

’’آپ جانتے ہیں کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے : ہم میں مفلس وہ ہے، جس کے پاس درہم (ودینار) اور مال ومتاع نہیں ہے۔ فرمایا : بلاشبہ میری امت کا مفلس ترین آدمی وہ ہے، جو روز قیامت نماز، روزوں اور زکاۃ (کے ثواب) کے ساتھ آئے گا، اس پر کسی کو گالی دینے، کسی پر تہمت لگانے، کسی کا ناجائز مال کھانے، کسی کا خون بہانے اور کسی کو مارنے کا جرم عائد ہوگا، ہر ایک کو ملزم کی نیکیوں کا ایک حصہ دے دیا جائے گا، اگر فیصلہ برابر ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں، تو سائلین کے گناہوں کا بوجھ مجرم پر ڈال دیا جائے گا اور جہنم رسید کر دیا جائے گا۔‘‘

(صحیح مسلم :2581)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْمَازِرِيُّ وَزَعَمَ بَعْضُ الْمُبْتَدِعَةِ أَنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ مُعَارِضٌ

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی : ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰی﴾ وَهٰذَا الْاِعْتِرَاضُ غَلَطٌ مِنْهُ وَجَهَالَةٌ بَيِّنَةٌ لِأَنَّهٗ إِنَّمَا عُوقِبَ بِفِعْلِهٖ وَوِزْرِهٖ وَظُلْمِهٖ فَتَوَجَّهَتْ عَلَيْهِ حُقُوقٌ لِغُرَمَائِهٖ فَدُفِعَتْ إِلَيْهِمْ مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَلَمَّا فَرَغَتْ وَبَقِيَتْ بَقِيَّةٌ قُوبِلَتْ عَلٰی حَسَبِ مَا اقْتَضَتْهُ حِكْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی فِي خَلْقِهٖ وَعَدْلِهٖ فِي عِبَادِهٖ فَأُخِذَ قَدْرُهَا مِنْ سَيِّئَاتِ خُصُومِهٖ فَوُضِعَ عَلَيْهِ فَعُوقِبَ بِهٖ فِي النَّارِ فَحَقِيقَةُ الْعُقُوبَةِ إِنَّمَا هِيَ بِسَبَبِ ظُلْمِهٖ وَلَمْ يُعَاقَبْ بِغَيْرِ جِنَايَةٍ وَّظُلْمٍ مِّنْهُ وَهٰذَا كُلُّهٗ مَذْهَبُ أَهْلِ السَّنَةُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

''علامہ مازری رحمہ اللہ کہتے ہیں: بعض اہل بدعت کا خیال ہے کہ یہ حدیث اللہ کے اس فرمان کے معارض ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰی﴾ ''کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔'' یہ اعتراض غلط ہے اور واضح جہالت ہے، کیونکہ اس کو اپنے فعل کی وجہ سے سزا ہوگی، اپنے ظلم کی وجہ سے سزا ہوگی، اس کے قرض خواہوں کے حقوق اس کی طرف آئیں گے، تو اس کی نیکیاں دے کر وہ حقوق ختم ہوں گے، جب یہ نیکیاں ختم ہوگئیں اور کچھ حقوق باقی رہ گئے، تو اللہ کی حکمت کے تقاضے سے اس نے جس کا حق مارا ہوگا، اس کے گناہ اس کو دے دیئے جائیں گے اور اس کو آگ میں عذاب دیا جائے گا۔ تو اصل میں یہ سزا اس کے اپنے ظلم کا بدلہ ہے، اس کو بلا وجہ سزا نہیں دی جائے گی، یہ سب اہل سنت کا مذہب ہے۔ واللہ اعلم!''

(شرح صحیح مسلم : 136/16)

۞ **علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:**

هٰذَا مِنْ ضَرُورَةِ قَضِيَّةِ الْعَدْلِ الثَّابِتِ لَهٗ تَعَالٰى بِالنَّقْلِ وَالْعَقْلِ، فَإِنَّ الظَّالِمَ إِذَا أَكْثَرَ مِنَ الْحَسَنَاتِ وَثَقُلَتْ مَوَازِينُهٗ مِنْهَا وَغَلَبَتْ عَلٰى سَيِّئَاتِهٖ، فَإِنْ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ يَبْقٰى حَقُّ الْمَظْلُومِ ضَائِعًا، وَإِنْ أُدْخِلَ النَّارَ يُنَافِي قَوْلَهٗ تَعَالٰى : ﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهٗ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾(الأعراف : 8)، وَسَيَأْتِي أَنَّ حُقُوقَ الْعِبَادِ مِمَّا لَا يَتْرُكُ اللّٰهُ تَعَالٰى، فَلَا بُدَّ مِنْ أَنَّ الْأَمْرَيْنِ إِمَّا أَخْذَ الْحَسَنَاتِ وَإِمَّا وَضْعَ السَّيِّئَاتِ حَتّٰى يَتَحَقَّقَ خِفَّةُ مِيزَانِ عَمَلِهٖ، فَيَدْخُلُ النَّارَ فَيُعَذَّبُ بِقَدْرِ اسْتِحْقَاقِهٖ، ثُمَّ يَخْرُجُ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِسَبَبِ الْحَسَنَاتِ الْبَاقِيَةِ إِنْ كَانَتْ هُنَاكَ، وَإِلَّا بِبَرَكَةِ الْإِيمَانِ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا، وَهٰذَا مِنَ الْبَرَاهِينِ الْوَاضِحَةِ الْمُؤَيِّدَةِ بِالشَّوَاهِدِ وَالْأَدِلَّةِ اللَّائِحَةِ.

**''یہ اللہ کے عدل کا ضروری تقاضہ ہے، جو کہ عقل و نقل دونوں سے ثابت ہے، کیونکہ ظالم کی نیکیاں اگر بڑھ جائیں اور اس کا پلڑا بھاری ہو جائے، پھر وہ اس کے سبب جنت میں چلا جائے، تو مظلوم کا حق ضائع ہو جائے گا، اگر وہ جہنم میں چلا جائے، تو یہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے منافی ہے۔ فرمایا: ﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهٗ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ ''جن کا پلڑا بھاری ہو گیا، وہ فلاح**

پا گئے۔''تو ابھی آپ کو معلوم ہوگا کہ حقوق العباد کو اللہ معاف نہیں کرتا۔تو ایسی صورت میں دو ہی چیزیں باقی بچتی ہیں؛ یا اس کی نیکیاں لے لی جائیں یا پھر اس کو برائیاں دے دی جائیں، یہاں تک اس کے عمل کا میزان ہلکا ہو جائے، پھر وہ جہنم میں چلا جائے۔ اس کو آگ کا عذاب دیا جائے اور اپنے حصے کا عذاب چکھ لے۔ پھر آگ سے نکال کر اس کی باقی ماندہ نیکیوں کے سبب اسے جنت میں بھیج دیا جائے۔ اگر نیکیاں باقی نہ ہوں، تو ایمان کی برکت سے اسے جنت میں بھیج دیا جائے، کیونکہ اللہ اچھا عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کرتا۔ یہ واضح دلائل ہیں، جن کی تائید دیگر شواہد اور دلائل سے بھی ہوتی ہے۔''

(مِرقاة المَفاتيح : 3202/8)

**سوال**: مقتدی آمین کب کہیں گے؟

**جواب**: مقتدی امام سے پہلے آمین نہیں کہیں گے، بلکہ امام کے بعد کہیں گے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا قَالَ الْإِمَامُ : ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾، فَقُولُوا : آمِينَ .

''جب امام : ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہے، تو آپ آمین کہیں۔''

(صحيح البخاري : 782، صحيح مسلم : 410)

اس کے معارض حدیث ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا .

''جب امام آمین کہے،تو آپ آمین کہیں۔''

(صحيح البخاري : 780، صحيح مسلم : 410)

پہلی حدیث میں امام کی فاتحہ کے بعد مطلق طور پر مقتدی کو آمین کہنے کا کہا گیا ہے کہ اگر وہ فاتحہ امام سے پہلے بھی پڑھ لے،تو بھی آمین نہیں کہے گا۔جب امام ولا الضالین کے الفاظ کہہ دے،تو وہ آمین کہے گا۔جب کہ دوسری حدیث میں ہے کہ جب امام آمین کہے،تم بھی آمین کہو۔اس میں مقتدی کو امام کے بعد آمین کہنے کا حکم ہے۔معلوم ہوا کہ مقتدی امام کی آمین پر آمین کہے گا۔اس حدیث نے مقتدی کی آمین کا محل متعین کر دیا ہے۔

❀ علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

أَوَّلُوا قَوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ، عَلٰى بُلُوغِهٖ مَوْضِعَ التَّأْمِينِ، وَهُوَ خَاتِمَةُ الْفَاتِحَةِ، كَمَا يُقَالُ : أَنْجَدَ إِذَا بَلَغَ نَجْدًا، وَ أَتْهَمَ إِذَا بَلَغَ تِهَامَةً، وَأَحْرَمَ إِذَا بَلَغَ الْحَرَمَ، وَهٰذَا مَجَازٌ، فَإِنْ وُجِدَ دَلِيلٌ يُرَجِّحُهٗ عَلٰى ظَاهِرِ هٰذَا الْحَدِيثِ، وَهُوَ قَوْلُهٗ : إِذَا أَمَّنَ، فَإِنَّهٗ حَقِيقَةٌ فِي التَّأْمِينِ عُمِلَ بِهٖ، وَإِلَّا فَالْأَصْلُ عَدَمُ الْمَجَازِ .

''محدثین کرام نے فرمان نبوی:''جب امام آمین کہے'' کا معنی یہ کیا ہے کہ جب امام آمین کی جگہ پہنچ جائے،یعنی سورت فاتحہ مکمل کر لے،جیسا کہ کہا جاتا ہے:أَنْجَدَ یعنی وہ نجد پہنچ گیا، أَتْهَمَ یعنی وہ تہامہ پہنچ گیا،أَحْرَمَ یعنی وہ حرم پہنچ گیا، یہ مجاز ہے، اگر کوئی ایسی دلیل مل جائے، جو اسے اس حدیث کے

ظاہری معنی جو کہ آمین کہنا ہے، پر راجح کر دے، تو اس پر عمل کیا جائے گا، ورنہ اصل عدم مجاز ہے۔''

(إحكام الأحكام: 227/1)

تنبیہ:

❁ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَسْبِقْنِي بِآمِينَ .

''آمین کہنے میں مجھ سے سبقت نہ لیجایئے۔''

(السّنن الكبرٰى للبيهقي: 56/2)

یہ روایت ابوعثمان نہدی رحمہ اللہ کی مرسل ہے۔ اس کا مرسل ہونا ہی درست ہے، اسے متصل بیان کرنا خطا ہے، جیسا کہ امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(علل الحديث: 314)

❁ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے بھی اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

(صحيح ابن خزيمة، تحت الحديث: 573)

اس روایت کے متن میں بھی اضطراب ہے، بعض میں ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اور بعض ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

**سوال**: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَالَ: آمِينَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ .

''میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں ہیں جب آپ فاتحہ سے فارغ ہوئے تو آپ نے تین دفعہ آمین کہی۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 22/22)

**جواب**: روایت باطل ہے:

① سعد بن صلت ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ٦/٣٧٦'' میں ذکر کیا ہے۔

② اعمش ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ ابواسحاق سبیعی کا عنعنہ ہے۔

④ عبدالجبار کا اپنے والد وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❀ حافظ ابن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَتَكَلَّمُونَ فِي رِوَايَتِهٖ عَنْ أَبِيهِ وَيَقُولُونَ لَمْ يَلْقَهُ .

''محدثین عبدالجبار کی ان کے باپ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت میں کلام کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کا اپنے باپ سے لقا نہیں۔''

(طبقات ابن سعد : 310/6)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَئِمَّةَ الْحَدِيثِ مُتَّفِقُونَ عَلٰى أَنَّ عَبْدَ الْجَبَّارِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ شَيْئًا .

''ائمہ حدیث کا اتفاق ہے کہ عبدالجبار نے اپنے والد سے کچھ نہیں سنا۔''

(المَجموع : 104/3)

(سوال): درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❁ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّهٗ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى قَالَ : رَبِّ اغْفِرْلِي، آمِينَ .

''انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رب اغفرلی'' (اللہ مجھے معاف فرما۔) اور آمین کہا۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 42/22، السنن الكبرٰى للبيهقي : 58/2)

(جواب): سند ضعیف ہے۔ ابو اسحاق سبیعی ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

(سوال): کیا یہود آمین سے حسد کرتے ہیں؟

(جواب): احادیث میں اس کا ثبوت ہے کہ یہود کو آمین سے چڑ ہے، ملاحظہ ہو؛

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الْيَهُودَ يَحْسُدُونَكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِينِ .

''یہود آپ سے سلام اور آمین پر حسد کرتے ہیں۔''

(تاريخ بغداد للخطيب : 43/11، المختاره لضياء الدين المقدسي : 107/5، ح : 1729، 1730، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ، مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِينِ .

''یہودی آپ سے اتنا حسد کہیں نہیں کرتے، جتنا سلام اور اور آمین کہنے پر کرتے ہیں۔''

(سنن ابن ماجه : 856، مسند إسحاق بن راهويه : 579، الأدب المُفرد للبخاري : 988، التاريخ الكبير للبخاري :22/1، وسندهٗ حسنٌ)

**اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۵۸۵) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔**

۞ **حافظ منذری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔**

(التّرغيب والترهيب :196/1)

❀ **محمد بن اشعث رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:**

دَخَلْنَا عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَحَدَّثَتْنِي فَقَالَتْ : بَيْنَا أَنَا قَاعِدَةٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَ نَفَرٌ مِّنَ الْيَهُودِ، فَاسْتَأْذَنَ أَحَدُهُمْ فَدَخَلَ، فَقَالَ : السَّامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَعَلَيْكَ، ثُمَّ دَخَلَ آخَرُ، فَقَالَ : السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَعَلَيْكَ، فَلَمْ أَمْلِكْ نَفْسِي فقُلْتُ : بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَفَعَلَ اللّٰهُ بِكُمْ وَفَعَلَ قَالَتْ : فَأَظُنُّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَلَّمَ عَلِمْتُ أَنَّهٗ قَدْ وَجَدَ عَلَيَّ فَلَمَّا خَرَجُوا قَالَ لِي : مَا حَمَلَكِ عَلٰى مَا صَنَعْتِ؟ قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ سَمِعْتُ الَّذِي قَالُوا فَلَمْ أَمْلِكْ نَفْسِي فَقَالَ : أَلَمْ تَرِيْنِي قَدْ رَدَدْتُّ عَلَيْهِمْ لَمْ يَضُرَّنَا وَلَزِمَهُمْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ تَدْرِينَ عَلٰى مَا حَسَدُونَا؟ قُلْتُ : اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ أَعْلَمُ، قَال : فَإِنَّهُمْ حَسَدُونَا

عَلَى الْقِبْلَةِ الَّتِي هُدِينَا لَهَا، وَضَلُّوا عَنْهَا وَعَلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي هُدِينَا لَهَا، وَضَلُّوا عَنْهَا، وَعَلٰى قَوْلِنَا خَلْفَ الْإِمَامِ آمِينَ.

''ہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، آپ نے ہمیں حدیث بیان کی، فرماتی ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی تھی کہ یہودیوں کا ایک گروہ آیا۔ ایک نے اجازت لی اور کہا: السام علیکم! ''آپ پر موت ہو۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وعلیک 'تجھ پر بھی'۔ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں غصہ پر قابو نہ پاسکی اور کہنے لگی تجھ پر بھی موت ہو، اللہ تمہارے ساتھ یوں یوں کرے، اب خیال گزرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے کوئی گفتگو کی مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ناراض ہیں۔ یہود کا وفد چلا گیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ نے ایسا کیوں کیا؟ عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بات سنی، تو غصے پر کنٹرول نہ کرسکی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: میں نے انہیں جواب دے تو دیا تھا، جو قیامت تک کے لئے کافی ہے۔ جانتی ہو، یہود ہم سے حسد کیوں کرتے ہیں؟ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں، فرمایا: ہمیں اللہ نے قبلہ عطا کیا، یہ لوگ محروم رہ گئے، ہمیں جمعہ عطا کیا، یہ محروم رہ گئے۔ ان وجہوں سے اور جو ہم امام کی اقتداء میں آمین کہتے ہیں اس وجہ سے۔''

(السنن الكبرٰى للبيهقي : 56/2، شُعب الإيمان للبيهقي : 2707، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو حافظ عراقی رحمہ اللہ (فیض القدیر للمناوی: ۵/۴۴۱) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

یہودی دین اسلام کے پکے دشمن ہیں، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔ وہ ہر سنت کو حسد، بغض اور نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ان احادیث اور آثار

سے ثابت ہوا کہ نماز میں امام کے پیچھے آمین پکار کر کہنے سے یہودی حسد کرتے ہیں۔ظاہر ہے کہ جب آمین اونچی کہی جائے گی، تو یہودی حسد کرے گا۔ اگر آہستہ کہیں گے، تو یہودیوں کو کیسے پتہ چلے گا کہ مسلمانوں نے آمین کہی ہے یا نہیں؟ جو لوگ اونچی آواز سے آمین سے روکتے ہیں یا اونچی آمین کہنے والوں سے دلوں میں نفرت رکھتے ہیں، انہیں عبرت پکڑنی چاہیے۔آج بھی مسجد حرام اور مسجد نبوی آمین سے گونج رہی ہے۔تمام اہل حدیث مساجد میں یہ سنت زندہ ہے۔جو لوگ آمین کہنے والوں سے لڑتے جھگڑتے ہیں، وہ سمجھ لیں کہ آمین رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔انہیں چاہیے کہ اس سنت کو زندہ کریں۔

۞ امام مسلم رحمہ اللہ (۲٦۱ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ تَّوَاتَرَتِ الرِّوَايَاتُ كُلُّهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَهَرَ بِآمِينَ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ وَّائِلٍ مَّا يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ .

''اس بارے میں روایات متواتر ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے آمین بالجہر کہی۔ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث اسی پر دلالت کناں ہے۔''

(التّمییز، ص 181)

۞ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵٦ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهٖ آثَارٌ مُّتَوَاتِرَةٌ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنَّهٗ كَانَ يَقُولُ : آمِينَ، وَهُوَ إِمَامٌ فِي الصَّلَاةِ، يَسْمَعُهَا مَنْ وَّرَاءَهٗ، وَهُوَ عَمَلُ السَّلَفِ .

''یہ رسول اللہ ﷺ سے متواتر احادیث ہیں کہ آپ ﷺ نماز میں امام ہوتے، تو اس طرح آمین کہتے کہ مقتدی سن لیتے، یہی سلف کا عمل ہے۔''

(المحلّٰي بالآثار : 294/2)

بھائیو! سنت کی محبت میں جئیں۔اسی میں دنیا وآخرت کا فائدہ ہے۔مذہبی تعصب کی آڑ میں سنتوں کو رد کرنا بہت بڑی محرومی ہے۔

**سوال**: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ فَلَا صَلَاةَ لَهٗ .

''جس نے امام کے پیچھے قرأت کی، اس کی نماز نہیں۔''

(كتاب المَجروحين لابن حبان : 163/1)

**جواب**: روایت باطل ہے۔

① احمد بن علی بن سلمان مروزی ''متروک'' ہے۔

② سفیان بن عیینہ کا عنعنہ ہے۔

❀ اس روایت کو امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''بے اصل'' کہا ہے۔

❀ یہ روایت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے موقوف بھی مروی ہے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 3788)

مگر یہ بھی ثابت نہیں۔

① موسیٰ بن سعد بن زید مجہول الحال ہے، اسے صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات : ۵/۴۰۱'' میں ذکر کیا ہے۔

❀ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ لِهٰذَا الْإِسْنَادِ سَمَاعٌ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَلَا يَصِحُّ مِثْلُهٗ .

''اس سند کے بعض راویوں کا بعض سے سماع معلوم نہیں، ایسی سند ثابت نہیں ہوتی۔''

(القراءة خلف الإمام، ص 14)

۞ امام ابوزرعہ رحمہ اللہ نے اسے ''باطل'' کہا ہے۔

(الضّعفاء: 729/2)

**سوال**: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

وَدِدْتُ أَنَّ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي فِيه جَمْرَةٌ .

''کاش کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے، اس کے منہ میں انگارا دیا جائے۔''

(مؤطأ الإمام محمد، ص 98)

**جواب**: سند جھوٹی ہے۔

① صاحب کتاب محمد بن حسن شیبانی ''کذاب'' ہے۔

② بعض ولد سعد مبہم و نامعلوم ہے۔

③ اس میں فاتحہ کا ذکر نہیں۔

۞ امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے مرسل اور ضعیف قرار دیا ہے۔

(جزء القراءة خلف الإمام، ص 13)

**فائدہ:**

اس بارے میں مرفوع حدیث بے اصل ہے۔

(التّعليق المُمَجَّد لعبد الحي الحنفي، ص 101)

**سوال**: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ مُلِءَ فُوهُ نَارًا .

''جس نے امام کے پیچھے قرأت کی، اس کے منہ میں آگ بھری جائے گی۔''

(كتاب المَجروحين لابن حبان : 46/3)

(جواب): جھوٹی روایت ہے۔

① مامون بن احمد سلمی ''کذاب ودجال'' ہے۔

② سفیان بن عیینہ کا عنعنہ ہے۔

③ زہری کا عنعنہ ہے۔

۞ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''من گھڑت'' قرار دیا ہے۔

(كتاب المَجروحين : 46/3)

(سوال): درج ذیل اثر کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

لَيْتَ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ مُلِىءَ فُوهُ تُرَابًا .

''کاش کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے، اس کے منہ میں مٹی دی جائے۔''

(شرح مَعاني الآثار للطّحاوي : 1310)

(جواب): اس اثر کی سند ضعیف ہے۔

① ابواسحاق سبیعی مدلس اور مختلط ہیں اور عن سے روایت کر رہے ہیں۔

② حدیج بن معاویہ جمہور کے نزدیک ضعیف ہے، نیز اس کا ابواسحاق سے قبل از اختلاط روایت کرنا ثابت نہیں۔

۞ اس اثر کی ایک اور سند بھی ہے۔

(شرح مَعاني الآثار للطّحاوي :1311)

یہ سند بھی ضعیف ہے۔اس میں ابراہیم نخعی اور سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

اگر اس اثر کو صحیح بھی مان لیا جائے ،تو اس میں مقتدی کو سورت فاتحہ سے منع نہیں کیا گیا، بلکہ قرأت سے روکا گیا ہے۔قرأت سے مراد جہری نمازوں میں فاتحہ کے مابعد قرأت ہے۔

**سوال**: درج ذیل اثر کیسا ہے؟

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

لَيْتَ فِي فَمِ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الإِمَامِ حَجَرًا .

''کاش کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے،اس کے منہ میں پتھر دیا جائے۔''

(مؤطأ الإمام محمد، ص 98)

**جواب**: سند جھوٹی ہے۔

① صاحب کتاب محمد بن حسن شیبانی ''کذاب'' ہے۔

② محمد بن عجلان صغیر تابعی ہیں،ان کی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت منقطع ہے۔

③ اس میں فاتحہ کا ذکر نہیں۔قرأت کا ذکر ہے،اس سے جہری نمازوں میں فاتحہ کے مابعد قرأت مراد ہو سکتی ہے۔

④ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قرأت کے قائل تھے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 3748، شرح مَعاني الآثار :218/1، وسندهٗ صحيحٌ)